ہونے سے پہلے عالم دنیا کی صورت میں کروڑوں نعمتوں کا عظیم دستر خوان پیدا فرما کر اشرف المخلوقات کی آرام و سہولت کیلئے ہر چیز مہیا کر دی تا کہ انسان پیدائش کے بعد مکمل طور پر اپنے غرض تخلیق یعنی اپنے خالق و مالک کے عبادت میں منہمک رہے' کیونکہ انسان کے دنیا میں آنے کا مقصد ہی اپنے رب کی عبادت ہے۔ ارشاد باری ہے:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

کہ میں نے نسل انسانی کو صرف اور صرف اپنی تابعداری اور فرمانبرداری کیلئے خوبصورت جسم و وجود سے نوازا۔

یہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے یہ انسان کے خدام ہیں۔ سب انسان کیلئے پیدا کئے گئے اور انسان کو اللہ نے صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے تمام انعامات واکرامات سے مالا مال کر دیا۔

ہر گھڑی کا حساب لیا جائے گا:

بد قسمتی سے ہم یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم دنیا کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔ ہمارا لمحہ لمحہ خالق کل کے رضا وخوشنودی میں خرچ ہونے کی بجائے دنیا کے حصول اور مخلوق کو راضی کرنے میں استعمال ہو رہا ہے۔ ہم بالکل بھول گئے کہ اس چند روزہ زندگی کی ہر گھڑی کا ہم نے رب العزت کے سامنے جواب دینا ہے کہ بلوغ کے بعد موت تک کے لحات ہم نے ایسے کون سے اعمال کئے جو اللہ کے حکم کے مطابق تھے اور وہ اعمال کون سے ہیں جن کی بجا آوری سے منعم حقیقی کی صریح خلاف ورزی ہو رہی تھی۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے:

کاش ہمارے سامنے ہر وقت ملحوظ خاطر رہتا کہ یہ دنیا جس کے معنی ہی قریب ہونے کے ہیں اس کے بعد آنے والا جہاں آخرت ہے یہ دونوں آپس میں انتہائی قریب ہیں۔ اس میں ملنی والی چند سالہ زندگی مرضیات ربانی پر چلنے اور گناہوں سے بچنے کیلئے ہے۔ یہاں جو کچھ بویا' موت کے بعد ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔ جیسے عمل ہوگا ویسے جزا ہوگی۔ حضور ﷺ کے ارشاد "الدنیا مزرعة الاخرة" یہ دنیا آخرت کے لئے ایک کھیتی کی مثال ہے۔

مکافاتِ عمل:

اگر احکام الٰہی مان لئے تو اپنی آخرت بھی سنوار دی۔ اگر ان سے انحراف کیا اور خواہشات نفس کی اتباع میں زندگی کا یہ قلیل عرصہ گزار دیا تو اپنی عاقبت خود خراب کر دی' کھیت میں غلہ ومیوہ جات بوئے تو جس دن اور لوگ اپنے کھیتوں سے قیمتی پیداوار کاٹیں گے تو اعلیٰ چیز پیدا ہونے والے تخم بونے والا بھی اعلیٰ فصل کاٹے گا اور جو اعلیٰ فائدمند چیز کی بجائے کانٹے دار بیکار فصل کے تخم بوئے گا' اس کے نتیجہ میں بھی اسے بے فائدہ وبیکار حاصلات ملنے ہی ہیں۔ انجام اور نتیجہ کا انحصار بیج پر ہے۔ گندم از گندم بروید جواز جو از مکافات عمل غافل مشو

گندم کا بیج ڈالو گے گیہوں اُگے گا' کیکر کا بیج ڈالو گے کانٹوں سے بھرا درخت اُگے گا۔ معلوم ہوا آخرت کے بننے اور

بگڑنے کا دارومدار دنیا پر ہے۔ان دونوں کا آپس میں ارتباط ہے۔یہ تصور غلط ہے کہ دنیا کا تعلق آخرت سے نہیں اور آخرت کا تعلق دنیا سے نہیں۔ مالک الملک نے دنیا میں رہنے کے تمام طور وطریقے بتلا دیئے اسی طرح پیغمبر انقلاب ﷺ نے قدم قدم پر دنیا میں رہنے کے ڈھنگ بتلاتے ہوئے خوب وضاحت فرمائی کہ دنیا میں عیش وآرام سے زندگی بسر کرو اتنا کماؤ کہ خود کھا کر اوروں کو بھی کھلا سکو۔مگر دنیا میں اس قدر منہمک ہونے سے منع فرمایا کہ موت کو بھول جاؤ۔

اسلام میں رہبانیت کی گنجائش نہیں:

اسلام افراط وتفریط سے خالی ایک ایسا جامع اور ہر دور میں قابل عمل مذہب ہے جس میں نہ یہ تصور ہے کہ سرے سے دنیا کی کوئی حقیقت ہی نہیں بس ایک گزرگاہ ہے۔جیسے ویسے بھی ہو یہ قلیل عرصہ گزارا جائے۔چاہے دوسرے کے دروازہ پر دستک دے کر بھیک مانگنے پر گزارہ کیوں نہ کیا جائے۔دنیا کی نعمتوں سے جائز فائدہ حاصل کرنا اپنے آپ پر شجر ممنوعہ قرار دے کر یہ نظریہ لے کر بیٹھ جائیں کہ بس آخرت میں پہونچ جائیں گے۔دنیا میں زندگی کے بارہ میں یہ تصور''رہبانیت'' ہے جو بقول آنحضرت ﷺ ''لا رهبانية في الاسلام'' اسلام میں ترک دنیا یعنی رہبانیت کا قطعاً جواز نہیں۔رب کائنات کے احکامات اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کا نچوڑ یہی ہے کہ اسلام کے دعویدار و آپکی آخرت اسی دنیا پر موقوف ہے جو اعمال وافعال یہاں ادا کرو گے۔آخرت کے خیر وشر کا نتیجہ انہی اعمال سے نکلے گا۔

نیت کی اہمیت:

اصلی چیز انسان کی نیت ہے' دنیاوی عمل میں نیت اتباع نبوی ہو تو یہی دینوی عمل سے آخرت میں کامیابی حاصل ہوگی۔دنیا میں ہر انسان کے زندہ رہنے کا دارومدار کھانے پر ہے ہر کوئی کھاتا پیتا ہے' مگر جس نے کھانا اس نیت سے کھایا کہ بدن میں غذا داخل ہو تاکہ قوت حاصل ہونے پر عبادت صحیح طریقہ سے ادا کرسکوں' یہی دنیوی عمل عبادت و ذخیرہ عقبی بن گیا۔جس نے یہ نیت نہ کی بھوک تو اس کی بھی ختم ہوئی اور ہر حیوان اپنے اپنے انداز اور مناسبت سے کھاتا پیتا ہے لیکن اس حیوان کا کھانا نہ عبادت بنتا ہے اور نہ آخرت میں اجر وثواب کا باعث۔اگر ایک مسلمان نے یتیم کے سر پر شفقت ومحبت سے ہاتھ اس نیت سے رکھا کہ ہمارے آقا اور رہبر انسانیت کا ارشاد ہے کہ جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ اس انداز سے رکھا تو جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئے ہر بال کے عوض نیکی اس کے حسنات کے رجسٹر میں لکھی جائے گی۔یہی دینوی عمل نیت کی درستگی کی وجہ سے ذخیرہ آخرت بن گیا۔

دنیا خادم ہے مخدوم نہیں:

ذہن میں آنکھوں کے سامنے ہر وقت یہ ارشاد ملحوظ رہتا ہے کہ ان الدنيا خلقت لكم وانتم خلقكم للآخرة. ''دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے' اور تم آخرت کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔''

غیر مسلم اور مسلم کا فرق یہی ہے کہ یہ دنیا جو اللہ نے تمہارے خادم کی حیثیت سے پیدا کی اس میں رہ کر خدا کی

یاد کرو' ماموراتِ پر عمل اور منکرات سے بچتے رہو یہ نہیں کہ دنیا کو مخدوم جان کر خدا کی یاد سے بالکل غافل اور آخرت کو بھول جاؤ' ہر قسم کی جائز اور حلال روزی کمانے کی اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس دوران دل خوفِ خدا سے معمور ہو' غیر دنیا کو مخدوم سمجھ کر اپنے خالق حقیقی اور مالک سے غافل رہتا ہے۔ مسلمان دنیا کا استعمال اللہ کی مرضیات کیلئے کرتا ہے اور کبھی دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دیتا۔

دنیا آخرت کا وسیلہ ہے

بات طویل ہوگئی' بہرحال یہ دنیا دارالعمل اور امتحان گاہ ہے' دنیا آخرت کا وسیلہ ہے۔ قرآن میں اسی دنیا کی تعریف بھی کی گئی اور مذمت بھی۔ ارشاد باری ہے "انما اموالکم واولادکم فتنہ" تمہاری اولاد اور اموال تمہارے لئے آزمائش ہیں۔ اگر ان کی تربیت' کمائی اور استعمال شریعت کے مطابق تو نجات ہی نجات اور اگر غیر شرعی انداز اختیار کیا تو دنیا و آخرت کی ناکامی۔ ایک اور مقام پر حضور ﷺ کا ارشاد: نعم المال الصالح للرجل الصالح ترجمہ: ''ایک نیک انسان کا اچھا مال اس کی بہترین کمائی اور مال ہے۔''

جس جگہ اولاد کی تربیت رضائے خداوندی کے مطابق نہ ہو اور مال میں جائز و ناجائز کی تمیز نہ ہو' وہ قابل مذمت اور جہاں خدا کی رضا مطلوب ہو وہ مال بھی مبارک اور جس اولاد کی تربیت شرعی انداز سے ہو وہ اولاد بھی تعریف کی مستحق اور والدین و سرپرست بھی داد و تحسین کے حقدار۔

اعمال صالحہ کا کھاتہ:

لیکن یہ بات یاد رکھیں ان تمام اعمال و کردار کا تعلق صرف دنیا تک ہے' مثلاً نماز جیسی اہم عبادت کا تعلق دنیا سے ہے' دنیا میں نماز کی پابندی ہے' وہی نماز آخرت میں ذریعہ نجات ہوگی۔ جب انسان کی روح قبض ہوئی' وہ سلسلہ کٹ گیا' نماز پڑھنے پر جو ثواب اور اجور ملنے تھے ان کا رجسٹر بند ہوا۔ گویا بنک میں ایک کھاتہ دار کی رقم جمع کرنے کی کھڑکی اس وقت تک کھلی رہتی ہے جب تک وہ زندہ اور رقوم جمع کرتا رہے۔ جب اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے اس کی وہ کھڑکی بھی بند ہو جاتی ہے' کیونکہ رقم جمع کرنے والا نہ رہا' تو اس کی رقم جمع کرنے کا سوال ہی نہ رہا۔

موت کے بعد اعمال منقطع ہو جاتے ہیں:

یہی کیفیت روزوں' حج و دیگر عبادات کی ہے کہ یہ تب وسیلہ آخرت بنتے ہیں جب دنیا (جو کہ عمل کی جگہ ہے) میں کئے جائیں۔ کیونکہ اس کے بعد جو مرحلہ عالم برزخ سے شروع ہوتا ہے۔ عالم برزخ جس کا ظہور قبر کی صورت میں ہوتا ہے' یہی آخرت کی وہ پہلی سیڑھی ہے کہ جس کے قدم خدانخواستہ یہاں ڈگمگا گئے اس کے نصیب میں پھر ذلت و خواری ہے اور جس نے اس موقع پر شیطان سے بچ کر رحمان کی رضامندی کا ثبوت دیا اس کے لئے قبر روضۃ من

ریاض الجنۃ کا مصداق بن کر مزوں پر مزے کرے گا۔ خلاصہ یہ کہ عمل کرنے کا سلسلہ عزرائیلؑ کے انسانی روح قبضہ میں لینے کے بعد منقطع ہوا۔ اب آگے نئے عالم سے دنیا میں کئیے ہوئے اعمال کے نتائج کا سامنا کرنا ہے۔

تین خوش نصیب مسلمان:

اسکے باوجود دنیا کے کھربوں کروڑوں انسانوں میں سے تین قسم کے ایسے خوش قسمت مسلمانوں کی ہے جن کے اعمال حسنہ کی کھڑکی موت کے بعد بھی کھُلی رہے گی۔ جن کا ذکر خطبہ کے ابتداء حدیث طیبہ کی صورت میں بیان کر چکا ہوں۔ جس میں پہلا ذکر صدقہ جاریہ کا ہے۔ ایسے صدقات جن کا اجر موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ قرآن وحدیث میں انکا ذکر بکثرت موجود ہے۔ یہاں ان کی تعداد بیان کرنا مقصود نہیں' صرف بطور مثال ایک دو صدقات کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔ جیسے ایک شخص اللہ کی خوشنودی کیلئے مسجد بنائے یا مسجد کی تعمیر میں حصہ لے اس مسلمان کیلئے جنت میں اسی کے مثل مکان بنا دیتا ہے۔ نیز جب تک یہ مسجد موجود ہے اسمیں جو عبادات ہورہی ہیں جتنے نمازی نماز ادا کرتے ہیں ان عبادات اور نمازیوں کے امور میں یہ مرنے والا نیک بخت بھی شریک اور بعد از مرگ اسے برابر بدلہ مل رہا ہے۔

وہ اعمال جو صدقہ جاریہ بن جاتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے: **عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ مامن مسلم یغرس غرسا الا کان ما اکل منہ صدقہ ' وما سرق منہ لہ صدقہ' وما اکل السبع منہ فھولہ صدقۃ ولا یرزؤہ احد الاکان لہ صدقۃ (رواہ مسلم)**

حضرت جابرؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا' جس مسلمان نے درخت لگایا' پھر اس سے جتنا حصہ کھالیا جائے' وہ درخت بونے والے کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے' اور جو اس میں سے چرالیا جائے وہ بھی اس مالک کیلئے صدقہ ہو جاتا ہے (اگر چہ چور چوری کر کے لے گیا' مگر مالک کے لئے وہ بھی صدقہ بن کر اجر کا ذریعہ بن گیا) اور جو کچھ اس سے درندے کھا جاتے ہیں' وہ مالک کے لئے صدقہ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اگر اس سے پرندے کچھ کھا لیتے ہیں' وہ بھی درخت لگانے والے کے حق میں صدقہ بن جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو کوئی اس درخت سے کچھ لیکر اسے کم کر دیتا ہے' وہ اس درخت کے مالک کے لئے اس کے صدقات کے نامہ اعمال بھی لکھ دیئے جاتے ہیں۔

سایہ کا اہتمام صدقہ جاریہ ہے:

یہاں یہ بھی یاد رکھیں اگر کسی مسلمان نے کسی ایسی جگہ درخت لگائے جہاں لوگوں کیلئے سورج کی گرمی سے بچنے کیلئے سایہ کا بندوبست نہ ہو لوگ آرام یا اپنے حوائج کیلئے اس سایہ دار درخت کے نیچے ٹھہر کر اطمینان وسکون حاصل کرتے ہیں۔ یا ایسے جگہ جہاں لوگوں کو پانی جیسی اہم ضرورت کے حصول میں پریشانی اور مشکل درپیش ہو' اپنے طرف

سے کنویں کا بندوبست کرے کسی مدرسہ اور دینی ادارہ جہاں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات و تعلیمات کے پھیلانے کا مشغلہ جاری ہو اس کے تعمیر، طلباء کی ضروریات وغیرہ میں اپنے حلال کمائی سے حصہ دار بن جائے۔ جب تک یہ میوہ دار، سایہ دینے والا درخت لوگوں یا حیوانات سے پیاس بجھانے کا ذریعہ اور ادارہ جس میں قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ اس کارخیر کرنے والے کو اس کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی اجر و ثواب کا اس کے کھاتے میں جمع ہونے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

صدقہ جاریہ سات سو گنا تک بڑھ جاتا ہے:

اعمال صالحہ میں صدقات کو رب کائنات اور رحمۃ دوعالم صلعم ﷺ نے ایسی نیکی قرار دیا جس کے اجر و ثواب مسلسل بڑھتے رہتے ہیں۔ جو کئی کئی گنا تک پہونچ جاتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

وعن ابی امامة قال قال ابو ذر یا نبی الله أرء یت الصدقة ماذا هی قال اضعاف مضاعفه وعندالله المزید (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے بتادیجئے کہ صدقہ کا ثواب کتنا ملتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا ثواب کئی کئی گنا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہے۔''

احادیث میں کئی گنا کی مقدار دس گنا سے سات سو گنا تک معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ رب العالمین کے اس فرمان کہ **واللہ یضاعف لمن یشاء** اس سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے۔ جیسے اس کی رحمت وکرم کی کوئی انتہا اور کنارہ نہیں۔

اسی طرح اس کی شان رحیمانہ سے بھی بعید نہیں کہ وہ صدقہ کے بدلہ کو ہزاروں بلکہ لاکھوں سے بھی بڑھا دے۔ اسکی شان تو ایسی عجیب اور نرالی ہے کہ رحمۃ للعالمین کے ارشاد کے مطابق جو مسلمان اپنے بیوی بچوں، والدین اعزہ واقرباء پر جو کچھ خرچ کرتا ہے اس میں اگر ثواب کی نیت کرے (کہ اس عمل میں بھی اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی خوشنودی مراد ہو) یہ اخراجات اس کے حق میں صدقات بن جاتے ہیں۔ پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ ہر وہ عمل جس کا دین کیساتھ ٹکراؤ نہ ہو بظاہر غیر عبادت ہوتے ہوئے بھی اگر اس میں نیت اللہ کی رضا کا ہو تو وہ عبادت بن جاتا ہے، مسلمانوں کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا کہا جائے کہ رحمت وشفقت سے بھرپور اس آسان دین کو بھی اپنے شقاوت قلبی کیوجہ سے ناقابل عمل اور مشکل سمجھ کر غفلت کے راستے اختیار کرلئے۔

علم اور عمل صالح صدقہ جاریہ ہیں:

دوسرا عمل جس کا اجر موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ وہ عالم جس نے علوم ربانی خلوص نیت سے حاصل کرکے خود بھی اس پر عمل کرتا رہا، اور ان علوم کو صرف اپنے آپ تک محدود رکھنے کی بجائے اپنی زندگی ہی میں اسے مزید

پھیلا کر اور مسلمانوں کو بھی ان سے فیضیاب ہونے اور نفع حاصل کرنے کے مواقع میسر فرمائے۔ایسے علم کا حاصل ہونا اللہ کا وہ کرم اور احسان ہے جس کا تمام عمر سر بسجود رہ کر بھی شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں۔مالک الملک کا ارشاد ہے:

من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین یعنی جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں۔یہ تب ہے جب اس علم کو اوروں تک پہونچائے۔ورنہ ارشاد نبوی کے مطابق یہی وبال جان بھی بن سکتا ہے،فرمایا کہ جس سے کوئی دین کی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو نہ بتائے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام پہنائی جائیگی،گویا ایسا علم،علم نافع ہی نہیں،علوم وفنون کے ڈھیر سارے کتب پڑھ کر جائز وناجائز کے درمیان امتیاز صرف اس وجہ سے نہ ہو کہ رسم ورواج کا خوف یا نفس امارہ بالسوء کی پیروی مقصود ہو تو اس عالم کو عالم اور علم کو علم کہنا عالم وعمل کی بے حرمتی اور توہین ہے۔

والدین سے حسن سلوک:

تیسرا عمل جو والدین کے لئے بعد از مرگ بھی نفع پہونچاتا ہے وہ یہ کہ انکی وفات کے بعد بھی انکی بخشش کی دعائیں کی جائیں۔والدین سے حسن سلوک کے بارہ میں کئی خطبات میں قرآن واحادیث کی روشنی میں تاکیدات اور اسیر مرتب ہونے والے درجات کا آپ سنتے رہتے ہیں:ارشاد ربانی ہے:

وقضی ربک اللہ تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا.

ترجمہ: اور تیرے رب کا حکم ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے اور والدین کے ساتھ بہترین سلوک کیا کرو۔دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے:

ان اشکرلی ولوالدیک الی المصیر فرمایا کہ تو میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری پر عمل کرتے رہو۔(ایک دن تم کو) میری ہی طرف واپس لوٹ کر آنا ہے۔

محترم حضرات واپس لوٹنے کا مطلب یہ کہ جب روز قیامت چھوٹے سے چھوٹے عمل کی جواب دہی ہوگی وہاں ان دو حکموں کی ادائیگی پر سخت باز پرس ہوگی۔

والدین کیلئے دعائے مغفرت کا اہتمام:

جہاں قرآن وحدیث میں والدین کے حقوق وآداب کا ذکر ہے اس سے صرف یہ نہ سمجھا جائے کہ احکامات وحقوق کا تعلق صرف ان کی زندگی تک ہے،موت کے بعد ختم۔یہ نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ جب اولاد اپنے لئے دعا کرے،تو والدین کے لئے مغفرت کرنا بھی ان کے حقوق میں شامل ہے۔قرآن کریم میں آپ نے حضرت نوحؑ کی والدین کے لئے دعا رب اغفرلی ولوالدی کی صورت میں پڑھی ہوگی۔کہ اے میرے رب میری بخشش فرما اور میرے والدین کی بھی،مغفرت میں اپنے آپ کو پہلے اور والدین کو بعد میں ذکر کرنے کے حقیقی اسرار ورموز میں اس عظیم کلام کے خالق

وما لک رب العالمین ہی بہتر جان سکتے ہیں مگر بزرگوں نے امکان کی حد تک جو وجوہات ذکر فرمائے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ جب پہلے دعا کرنے والا خود بخشش پا کر گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے تو اسکے بعد دوسرے کیلئے دعا بھی قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے' گویا اس اپنے آپ کو آگے اور والدین کو بعد میں ذکر کرنے میں بھی ان کی فوقیت اور عظمت کا اشارہ ہے' اسی انداز میں دعا ہم سب مسلمانوں کے روحانی جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بھی فرمائی۔ جو قرآن مجید میں ذکر ہے۔

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے بخشش دیجئے' اور میرے ماں باپ کو بھی حساب کتاب (یعنی) قیامت کے دن۔

ہمارے لئے غور کرنے کا مقام کہ اللہ کے اولوالعزم اور محبوب ترین انبیاء کرام جب اپنے ادعیہ میں ہر وقت اپنے مجازی پالنے والوں کو التزام سے یاد فرماتے ہیں' تو ہم جیسے گناہ گار جن سے ہزاروں موقعوں پر والدین کی نافرمانی اور گستاخی کرنے کے امکانات موجود ہیں۔ کیا ہمیں زیب دیتا ہے کہ ان کو اپنے دعاؤں میں بھلا دیں۔

<u>والدین کیلئے دعا کی نعمت سے محروم تنگ دست رہیں گے:</u>

علماء نے بعض صحابہ کے واسطہ سے حضور کا یہی ارشاد ذکر فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو اولاد والدین کیلئے دعا کرنے کی نعمت سے محروم ہو' وہ ہمیشہ تنگ دستی کا شکار رہتے ہیں۔ نیز جس کے والدین اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف منتقل ہو چکیں ہوں اور والدین ان سے ناراضگی کی کیفیت میں جدا ہوئے تو ان کو تین اعمال سے راضی کیا جا سکتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ خود ایسے سیرت اور اعمال پر کاربند ہوں جو شریعت مطہرہ کے مطابق ہوں' دوم یہ کہ والدین کے رشتہ داروں' دوستوں سے ناطہ توڑنے کی بجائے مزید مضبوط کرے' سوم یہ کہ اپنے والدین کیلئے مغفرت کی دعاؤں پر کاربند رہے' مرنے کے بعد جو اعمال باقی و جاری رہتے ہیں ان میں ایک یہی نیک و باکردار اولاد جو تمام زندگی والدین کے بخشش و رفع درجات کے لئے دعا گو ہے' بھی شامل ہے گفتگو کا سلسلہ طویل ہوا۔ اب تین قسم کے صدقات جاریہ بالخصوص نیک و عالم اولاد جو والدین کے دل کا اقرار' آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ دنیا میں بھی ثابت ہو جائے اور والدین کے فوت ہونے کے بعد ان کے لئے صدقات جاریہ ثابت ہوں اس کے لئے ماں باپ کو زندگی ہی میں کیا کیا شرعی اصول و راستے اپنانے ہیں' ان شاء اللہ اگر زندگی باقی رہی تو اگلے جمعہ کو ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

رب ذوالمنن مجھے اور آپ سب کو صحیح سمت اور شریعت مطہرہ کے مطابق اولاد کی تربیت اور سیرت کی سنوارنے کی استطاعت سے مالا مال فرماویں۔ (آمین)